دفن کے بعد قبر پر اذان دینے اور اذان کے بعد صلوۃ وسلام
پڑھنے کے استحسان پر مبارک فتوی

ایذان الاجر

درملک : محمد حفیظ الرحمٰن معصومی عفزلہ

از افادات

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولینا شاہ احمد رضا خاں
قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

مکتبہ رضویہ عقب مسجد عثمانیہ انجمن شیڈ لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۵

مَا مِنْ شَیْئٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ

"اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر عذاب اللہ سے بچانے والی کوئی چیز نہیں۔"

دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتوٰے

اِیْذَانُ الْاَجْرِ فِیْ اَذَانِ الْقَبْرِ

۱۳۰۷ ھ

آخر میں اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام بطورِ تثویب پڑھنے سے متعلق فتوٰی

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مجدّدِ دین وملّت مولانا شاہ احمد رضا خان

بریلوی قدس سرّہ العزیز

۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء

ناشر

مکتبہ رضویہ عقب مسجد افغاناں انجن شیڈ لاہور

(کتبہ شاہ محمد قصوری غفرلہ)

ہدیہ :- ۷۵ نئے پیسے

مرحبا "احمد رضا" مخدومِ ما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁ حامداً و مصلیاً و مسلماً

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی۔ جب نہایت ہی کم عمری کے عالم میں ہوش سنبھالی تو اپنے گرد و پیش علم و فضل، تحقیق و تدقیق کے لہلہاتے ہوئے باغ دکھائی دیئے۔ آپ کو ذکاوت و فطانت، جودت ذہنی، عمیق النظری، فکری گہرائی اور گیرائی ورثے میں ملی تھی۔ آپ کے والد ماجد امام المتکلمین فخر المحققین مولانا نقی علی خاں صاحب اور جدِ امجد بحر العلوم ذوالفنون رئیس المدققین یگانۂ روزگار ہستیاں تھیں اور فضل و کمال میں بے مثال ان حضرات کی تربیت میں آپ نے صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں تمام مروجہ علوم و فنون کی تکمیل کر لی اور ایک وہ وقت آیا جبکہ اہلِ علم نے آپ کو بالاتفاق مجددِ عصر تسلیم کیا۔

آپ نے کم و بیش چھوٹی بڑی ایک ہزار کتابیں لکھیں جنہیں علماء و فضلاء کے حلقے میں نہایت وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اپنی افادیت کے پیشِ نظر بے حد مقبول ہیں۔ مخالفین بھی اگر ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں تو انہیں مصنف کی عظمت و جلالت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

آپ علماء کے اس طبقے سے تعلق رکھتے تھے جن کی نظر میں دنیاوی جاہ و حشم رکھنے والے امراء و سلاطین چنداں وقعت نہیں رکھتے چنانچہ ایک دفعہ مولانا ہدایت الرسول صاحب حاضر ہوئے ان کا تعلق نواب رام پور نواب حامد علی خاں سے تھا وہ جب بھی نواب صاحب کی کوئی بات کرتے تو یوں کہتے کہ "سرکار نے یوں کہا، سرکار نے یوں کہا"۔ اعلیحضرت قدس سرہ نے برجستہ فرمایا ؎

بجز سرکارِ سرِ کارِ ایجاد ؎ سر و کارے بہ سرکارے ندارم

"یعنی ایجادِ کائنات کے سرِ اعظم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمیں کسی (دنیاوی) سرکار سے غرض نہیں"

بایں ہمہ استغنا، جب ایک سید صاحب تشریف لائے اور کہا کہ میں ایک مفلوک الحال آدمی ہوں اور نواب حامد علی خاں

انکی بہت عزت کرتے ہیں اگر آپ ان کیطرف رقعہ لکھ دیں تو مجھے روزگار مہیا ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا وہ رافضی ہے میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تعمیلِ ارشاد کے طور پر لکھ دیتا ہوں رقعے کا مضمون یہ تھا :

إِنْ أَعْطَيْتَ فَاللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَالْعَبْدُ مَشْكُوْرٌ وَإِنْ مَنَعْتَ فَاللّٰهُ الْمَانِعُ وَالْعَبْدُ مَعْذُوْرٌ

فقیر قادری احمد رضا

(اگر حامل ہذا کو کوئی مقام دیدو تو درحقیقت اللہ عطا فرمانے والا ہوگا اور بندہ مشکور، اور اگر نہ دو تو یہ بھی اسی کیطرف سے ہوگا اور بندہ معذور)

جب سید صاحب رقعہ لیکر نواب صاحب کے پاس پہنچے تو نواب صاحب نے حد درجہ عزت افزائی کی اور رقعہ کو لیکر سر پر رکھا اور مدار المہام سے کہا کوئی جگہ خالی ہو تو انہیں وہاں لگا دو۔ مدار المہام نے کہا فی الحال ۷۰ روپے ماہانہ کی جگہ خالی ہے نواب صاحب نے کہا انہیں وہاں مقرر کر دو پھر کوئی اچھی جگہ ہوئی تو وہاں ان کا تعین کر دینا۔

یہ دونوں واقعے امام المحدثین قدوۃ الفقہاء حضرت علامہ سید ابوالبرکات صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بیان فرمائے۔

اہلِ سنت وجماعت کا آفتاب جہانتاب تمام عمر اہلِ عالم کو اپنی ضیاء پاشیوں سے منور کرکے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ اذانِ جمعہ کے دوران ظاہر بیں آنکھوں سے روپوش ہوگیا (رضی اللہ عنہ وارضاہ) ۞

قادریم نعرۂ یا غوثِ اعظم مے زنم دم زِ شیخ احمد رضا خاں قطبِ عالم می زنم

محمد عبد الحکیم شرف قادری بریلوی

مدرس اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

اُردو ڈائجسٹ پرنٹرز، سرکلر روڈ۔ لاہور

اِستِفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دفن کے وقت جو قبر پر اذان کہی جاتی ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ[1] الذی جعل الاذان علم الایمان وسبب الامان وسکینۃ الجنان ومنفاۃ الاحزان ومرضاۃ الرحمٰن والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من رفع اللہ ذکرہ واعظم قدرہ فیذکرہ ان کل خطبۃ واذان وعلی الہٖ وصحبہٖ الذاکرین ایاہ مع ذکر مولاہ فی الحیوٰۃ والموت والوجدان والفوت وکل حین وان واشھد ان لا الٰہ الا اللہ الحنان المنان وان محمدا عبدہ ورسولہ سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی الہٖ وصحبہٖ المرضیین لدیہ ما اَذِنَ اُذُنٌ لصوت اذان قال الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی سقاہ المجیب من کاس الحبیب عذبا وفراتا وجعلہ من الذین ھم اھل الایمان والصلوٰۃ والاذان احیاءً وامواتا آمین الٰہ الحق آمین۔

---

[1] تمام تعریفیں اس قدوس حق جل و علا کیلئے جس نے اذان کو ایمان کی علامت امن کا سبب دل کا اطمینان اور غموں کے دور کرنے اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ کامل و اکمل صلوٰۃ وسلام اس ذاتِ مقدس پر جن کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے بلند فرمایا اور مرتبے کو عظمت بخشی چنانچہ آپ کے ذکر سے ہر خطبے اور اذان کو زینت بخشی اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو اپنے مولا کریم کے ذکر کے ساتھ موت و حیات، کسی چیز کے مل جانے یا گم ہو جانے کے وقت اور ہر گھڑی، ہر ساعت آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین بندے اور رسول، جن و انس کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر، آپ کی آل پاک پر، صحابہ کرام پر اس وقت تک باران رحمت فرمائے جب تک کان اذان کی آواز سنتے رہیں۔ فقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے حبیب کے پیالے سے ٹھنڈا میٹھا پانی پلائے اور اسے ان لوگوں سے کر دے جو زندگی اور موت کی صورت میں ایمان، نماز اور اذان والے ہیں۔ آمین ۱۲ شرف لاہوری

الجواب

بعض علمائے دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا۔ امام ابن حجر مکی وعلامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذِ صاحبِ درمختار علیہم رحمۃ الغفار نے ان کا یہ قول نقل کیا امّا[1] المکی ففی فتاواہ وفی شرح العباب وعارض واما الرملی ففی حاشیۃ البحر الرائق ومرض۔ حق یہ ہے کہ اذان مذکور[2] فی السوال کا جواز یقینی ہے ہرگز شرع مطہر سے اوس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہو سکتا۔ قائلانِ جواز کے لئے اسی قدر کافی۔ جو مدعیٔ ممانعت ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعوٰے ثابت کرے پھر بھی مقامِ تبرّع[3] میں اگر فقیر غفر اللہ تعالٰے لہ بدلائلِ کثیرہ اس کی اصل شرعِ مطہّر سے نکال سکتا ہے جنہیں بہ قانونِ مناظرہ اسانیدِ سوال تصور کیجئے فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الٰی ذری التحقیق دلیلِ اول وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور سوالِ نکیرین ہوتا ہے شیطانِ رجیم (کہ اللہ عزوجل صدقہ اپنے محبوبِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہر مسلمان مرد وزن کو حیات وممات میں اس کے شر سے محفوظ رکھے) وہاں بھی خلل انداز ہوتا اور جواب میں بہکاتا ہے والعیاذ[4] بوجہ العزیز الکریم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ امامِ ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں امامِ اجل سفیانِ ثوری رحمہ اللہ تعالٰے سے روایت کرتے ہیں ان المیت اذا سُئل من ربک ترائی لہ الشیطٰن فیشیر الٰی نفسہ انی انا ربک فلھذا ورد سوال التثبیت لہ حین یسئل یعنی جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے شیطان اس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں اس لئے حکم آیا کہ میت کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں ویؤیدہ من الاخبار قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند دفن المیت اللھم اجرہ من الشیطٰن فلو لم یکن للشیطان ھناک سبیل ما دعٰی

[1] علامہ ابن حجر مکی نے اپنے فتاوٰی اور شرح عباب میں نقل کیا اور اس قول پر معارضہ قائم کیا۔ علامہ رملی نے بحرالرائق کے حاشیہ میں نقل کیا اور اس قول کو ضعیف قرار دیا ۱۲ [2] جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے ۱۲ [3] بہ طورِ احسان ۱۲ [4] خدا کی پناہ ۱۲
محمد عبد الحکیم شرف قادری

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذلک یعنی وہ حدیثیں اس کی مؤید ہیں جن میں وارد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے الٰہی اسے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یہ دعا کیوں فرماتے) اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوھریرہ حدیث ۱
رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اذّن المؤذن ادبر الشیطٰن ولہ حصاص "جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے" صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے واضح کہ حدیث ۲
چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے اور خود حدیث میں حکم آیا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا اخرجہ[1] الامام ابو القاسم سلیمٰن بن احمد الطبرانی حدیث ۳
فی اوسط معاجیمہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم نے اپنے رسالہ "نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا ۱۳۰۲" میں اس مطلب پر بہت احادیث نقل کیں اور جب ثابت ہولیا کہ وہ وقت عیاذاً باللہ مداخلت شیطان لعین کا ہے اور ارشاد ہوا کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور ہمیں حکم آیا کہ اس کے دفع کو اذان کہو تو یہ اذان خاص حدیثوں سے مستنبط بلکہ عین ارشاد شارع کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد و اعانت ہوئی جس کی خوبیوں سے قرآن وحدیث مالا مال۔ دلیلِ دوم امام احمد وطبرانی و حدیث ۴
بیہقی حضرتِ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی قال لما دفن سعد بن معاذ (زاد فی روایۃ) وسوی علیہ سبح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسبح الناس معہٗ طویلا ثم کبر وکبر الناس ثم قالوا یا رسول اللہ لم سبحت (زاد فی روایۃ ثم کبرت) قال لقد تضایق علیٰ ھذا الرجل الصالح قبرہ حتی فرج اللہ تعالیٰ عنہ یعنی جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ! سبحان اللہ! فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہا کئے۔

۱؎ یہ حدیث امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی ۱۲ شرف قادری

پھر صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالے نے وہ تکلیف اس سے دور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔ علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ای مازلت اکبر وتکبرون واسبح وتسبحون حتی فرجہ اللہ یعنی حدیث کے معنٰی یہ ہیں کہ برابر میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر، سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالے نے اس تنگی سے انہیں نجات بخشی۔ اقول اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے میت پر آسانی کے لئے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے۔ اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنت ہوا۔ غایت یہ کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں سو ان کی زیادت نہ معاذ اللہ مضر، نہ اس امر مسنون کے منافی بلکہ زیادہ مفید و مؤید مقصود ہے کہ رحمت الٰہی اتارنے کے لئے ذکر خدا کرنا تھا۔ دیکھو یہ بعینہٖ وہ مسلک نفیس ہے جو در بارۂ تلبیہ[1] اجلہ صحابۂ عظام مثل حضرت امیر المؤمنین عمر و حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت امام حسن مجتبیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کو ملحوظ ہوا اور ہمارے ائمہ کرام نے اختیار فرمایا۔ ہدایہ میں ہے لاینبغی ان یخل بشیئ من ھذہ الکلمات لانہ ھو المنقول فلا ینقص عنہ ولو زاد فیھا جاز لان المقصود الثناء و اظہار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہ اھ ملخصًا یعنی ان کلمات میں کمی نہ چاہئے کہ یہی نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے منقول ہیں تو ان سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالے کی تعریف اور اپنی بندگی کا ظاہر کرنا ہے تو اور کلمے زیادہ کرنے سے ممانعت نہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالے لہ نے اپنے رسالہ "صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین" ۱۳۰۶ھ وغیرہا رسائل میں اس مطلب کی قدرے تفصیل کی۔ دلیل سوم بالاتفاق سنت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں

---

[1] وہ کلمات جو احرام باندھتے وقت اور اس کے بعد کہے جاتے ہیں لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک ۱۲ اشرف لاہوری

مثبت کہ میت کے پاس حالتِ نزع میں کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے رہیں کہ اسے سن کر یاد ہو
حدیث متواتر میں ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لقنوا موتاکم لا
الٰہ الا اللہ اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ۔ رواہ احمد و مسلم و ابوداؤد
والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی سعید الخدری وابن ماجۃ کمسلم
عن ابی ھریرۃ وکالنسائی عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہم
اب جو نزع میں ہے وہ مجازاً مردہ ہے اور اسے کلمۂ اسلام سکھانے کی حاجت، کہ بحول
اللہ تعالےٰ خاتمہ اسی پاک کلمے پر ہو اور شیطانِ لعین کے بہلانے میں نہ آئے۔ اور جو دفن
ہوچکا حقیقۃً مردہ ہے اور اسے بھی کلمۂ پاک سکھانے کی حاجت کہ بعون اللہ تعالےٰ
جواب یاد ہو جائے اور شیطانِ رجیم کے بہکانے میں نہ آئے۔ اور بے شک اذان میں
بھی کلمۂ لا الٰہ الا اللہ تین جگہ موجود بلکہ اس کے تمام کلمات جوابِ نکیرین بتاتے
ہیں۔ ان کے سوال تین ہیں من ربک تیرا رب کون ہے؟ ما دینک تیرا دین کیا ہے؟
ما تقول فی حق ھٰذا الرجل تو اس مرد یعنے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے باب میں کیا
اعتقاد رکھتا تھا؟ اب اذان کی ابتدا میں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان
لا الٰہ الا اللہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور آخر میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا
اللہ سوال من ربک کا جواب سکھائینگے، ان کے سننے سے یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے
اور اشھد ان محمداً رسول اللہ اشھد ان محمداً رسول اللہ سوال ما کنت تقول
فی ھذا الرجل کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا اور حی علی الصلوٰۃ
حی علی الفلاح جواب ما دینک کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وہ تھا جس میں
نماز رکن و ستون ہے کہ الصلوٰۃ عماد الدین، تو بعد دفن اذان دینا عین ارشاد
کی تعلیم ہے جو نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حدیث صحیح متواتر مذکور میں فرمایا۔ اب یہ
کلام سماعِ موتیٰ اور تلقینِ اموات کی طرف منجر ہوگا، فقیر غفر اللہ تعالےٰ لہ خاص اس مسئلہ میں

حدیث ۲

اللہ اکبر

لہ یہ حدیث امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی، ابنِ ماجہ نے امام مسلم کیطرح حضرت ابوہریرہ سے اور امام نسائی کی طرح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کی ۱۲ محمد عبدالحکیم شرف قادری

کتاب مبسوط مسمّٰے بہ "حیاۃ الموات فی سماع الاموات" ۱۳۰۵ھ تحریر کر چکا جسمیں پچھتر حدیثوں اور پونے چار سو اقوال ائمہ دین و علمائے کاملین وخود بزرگانِ منکرین سے ثابت کیا کہ مردوں کا سُننا، دیکھنا، سمجھنا قطعاً حق ہے اور اس پر اہلسنت وجماعت کا اجماع قائم اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر غبی جاہل یا معاندِ مبطل اور اسی کی چند فصول میں بحث تلقین بھی صاف کر دی یہاں اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ دلیل چہارم ابو یعلےٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اطفئوا الحریق بالتکبیر "آگ کو تکبیر سے بجھاؤ"۔ ابنِ عدی حضرت عبد اللہ بن عباس (حدیث ۸) اور ابن السنی و ابنِ عساکر حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے راوی حضور پُر نور (حدیث ۹، ۱۰) صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا رأیتم الحریق فکبروا فانہ یطفیٔ النار "جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے"۔ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں فکبروا ای قولوا اللہ اکبر اللہ اکبر وکررو کثیرًا۔ مولٰنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے لکھتے ہیں التکبیر علیٰ ھذا لاطفاء الغضب الالٰھی ولذا ورد استحباب التکبیر عند رؤیۃ الحریق "اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضبِ الٰہی کے بجھانے کو ہے ولہٰذا آگ لگی دیکھکر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری"۔ وسیلۃ النجاۃ میں حیرۃ الفقہ سے منقول حکمت در تکبیر آلسنت براہلِ گورستان کہ رسول علیہ السلام فرمودہ است اذا رأیتم الحریق فکبروا چوں آتش برجائے افتد واز دستِ شما برنیاید کہ بنشانید تکبیر بگوئید کہ آتش بہ برکتِ آں تکبیر فرونشیند چوں عذابِ قبر بآتش است ودستِ شما بآں نمیرسد تکبیر باید گفت تامردگاں

---

[1] قبرستان والوں پر تکبیر کی حکمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا رأیتم الحریق فکبروا "جب کسی جگہ آگ لگ جائے اور تم اسے بجھا نہ سکو تو تکبیر کہو کہ تکبیر کی برکت سے آگ بجھ جائے گی (ان شاء اللہ تعالیٰ) جب قبر کا عذاب بھی آگ سے ہے اور تم اسے بجھا نہیں سکتے تو تکبیر کہو تاکہ مردے دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں ۱۲ شرف لاہوری"

از آتشِ دوزخ خلاص یا بندریہاں سے بھی ثابت کہ قبرِ مسلم پر تکبیر کہنا فردِ سنت ہے تو یہ اذان بھی قطعاً سنت پر مشتمل اور زیاداتِ مفیدہ کا مانعِ سنیت نہ ہونا تقریرِ دلیلِ دوم سے ظاہر دلیلِ پنجم ابنِ ماجہ و بیہقی سعید بن مسیب سے راوی قال حضرت ابن عمر فی جنازۃ فلما وضعھا فی اللحد قال بسم اللہ وفی سبیل اللہ فلما اخذ فی تسویۃ اللحد قال اللھم اجرھا من الشیطٰن ومن عذاب القبر ثم قال سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا مختصر یعنے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب اسے لحد میں رکھا کہا بسم اللہ وفی سبیل اللہ، جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی اسے شیطان سے بچا اور عذابِ قبر سے امان دے پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا۔" امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسندِ جید عمرو بن مرۃ تابعی سے روایت کرتے ہیں کانوا یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقولوا اللھم اعذہ من الشیطٰن الرجیم یعنے صحابۂ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت لحد میں رکھا جائے تو دعا کریں الٰہی اسے شیطانِ رجیم سے پناہ دے۔ ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری ومسلم اپنے مصنف میں خیثمہ سے راوی کانوا یستحبون اذا دفنوا المیت ان یقولوا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلٰی ملۃ رسول اللہ اللھم اجرہ من عذاب القبر و عذاب النار ومن شر الشیطٰن الرجیم "مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یوں کہیں اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ملت پر، الٰہی اسے عذابِ قبر وعذابِ دوزخ اور شیطانِ ملعون کے شر سے پناہ بخش۔ ان حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اس وقت عیاذاً باللہ شیطانِ رجیم کا دخل ہوتا ہے یونہی یہ بھی واضح ہوا کہ اس کے دفع کی تدبیر سنت ہے کہ دعا نہیں مگر ایک تدبیر اور احادیث سابقہ دلیلِ اول سے واضح کہ اذان دفعِ شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے تو یہ بھی مقصودِ شارع کے مطابق اور اپنی نظیرِ شرعی سے موافق ہوئی دلیلِ ششم ابوداؤد وحاکم و بیہقی امیر المؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کان النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ قال استغفروا لاخیکم وسلوا لہ بالتثبت فانہ الاٰن یسأل یعنے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب دفنِ میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد کرتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے جوابِ نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔ سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی قال کان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقف علی القبر بعد ما سوی علیہ فیقول اللھم نزل بک صاحبنا وخلف الدنیا خلف ظہرہ اللھم ثبت عند المسئلۃ نطقہ ولا تبتلہ فی قبرہ بما لا طاقۃ لہ بہ یعنے جب مردہ دفن ہوکر قبر درست ہو جاتی حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرتے الٰہی ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پسِ پشت چھوڑ آیا الٰہی سوال کے وقت اسکی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔ ان حدیثوں اور احادیثِ دلیلِ پنجم وغیرہ سے ثابت کہ دفن کے بعد دعا سنت ہے۔ امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نمازِ جنازہ بجماعتِ مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانۂ شاہی پر میت کی شفاعت و عذر خواہی کے لئے حاضر ہوا اور اب قبر پر کھڑے ہوکر دعا یا اس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میت کی مشغولی کا ہے کہ اسے اس نئی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے نقلہ المولیٰ جلال الملۃ والدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح الصدور[1] اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحبابِ دعا کا عالم میں کوئی عالم منکر ہو۔ امامِ آجری فرماتے ہیں یستحب الوقوف بعد الدفن قلیلاً والدعاء للمیت "مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور میت کے لئے دعا کریں" اسی طرح اذکارِ امام نووی وجوہرۂ نیرہ و درمختار و فتاوی عالمگیریہ وغیرہا اسفار میں ہے۔ طرفہ یہ کہ امام ثانی منکرین یعنی مولوی اسحٰق صاحب دہلوی نے مأتہ مسائل میں اسی سوال کے جواب میں کہ بعد دفن قبر پر اذان کیسی ہے بفتح القدیر

---

[1] اسے علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے شرح الصدور میں نقل کیا ۱۲ شرف لاہوری

وبحر الرائق ونہر الفائق وفتاوٰی عالمگیریہ سے نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا سنت
سے ثابت ہے اور براہِ بزرگی اتنا نہ جانا کہ اذان خود دعا بلکہ بہترین دعا سے ہے کہ وہ ذکر
الٰہی ہے اور ہر ذکرِ الٰہی دعا تو وہ بھی اسی سنتِ ثابتہ کی ایک فرد ہوئی پھر سنیت مطلق
سے کراہتِ فرد پر استدلال عجیب تماشا ہے۔ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ
شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل دعاء ذکرٌ وکل ذکر دعاءٌ "ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا حدیث ۱۴
ہے"۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں افضل الدعاء الحمد للہ "سب دعاؤں
سے افضل دعا الحمد للہ ہے"۔ اخرجہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان
والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ صحیحین میں ہے ایک سفر میں لوگوں
نے باآوازِ بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! حدیث ۱۵
اپنی جانوں پر نرمی کرو انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا بصیرا
"تم کسی بہرے یا غائب سے دعا نہیں کرتے سمیع بصیر سے دعا کرتے ہو"۔ دیکھو حضورِ اقدس
صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اللہ تعالٰے کی تعریف اور خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا تو اذان
کے بھی ایک دعا اور فردِ مسنون ہونے میں کیا شک رہا۔ دلیلِ ہفتم یہ تو واضح ہو لیا کہ بعد
دفن میت کے لئے دعا سنت ہے اور علماء فرماتے ہیں آدابِ دعا سے ہے کہ اس سے
پہلے کوئی عمل صالح کرے۔ امام شمس الدین محمد بن الجزری کی حصنِ حصین شریف میں ہے
آداب الدعاء منہا تقدیم عمل صالح وذکرہ عند الشدۃ مرت د۔ علامہ علی قاری نے حدیث ۱۶
حرزِ ثمین میں فرماتے ہیں یہ ادب حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ سے کہ ابو داؤد
وترمذی ونسائی وابنِ ماجہ وابنِ حبان نے روایت کی ثابت ہے اور شک نہیں کہ اذان
بھی عملِ صالح ہے تو دعا پر اس کی تقدیم مطابق مقصودِ سنت ہوئی۔ دلیلِ ہشتم رسول حدیث ۱۷
اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں ثنتان لا ترد ان الدعاء عند النداء وعند
الباس "دو دعائیں رد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفار سے

لہ اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔ امام نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ۱۲ ؎ دعا کے آداب میں سے ہے کہ پہلے کوئی نیک عمل کیا جائے اور شدت کے وقت اللہ تعالٰے کا ذکر کیا جائے ۱۲ محمد عبد الحکیم شرف قادری

حدیث ۱۸، ۱۹

لڑائی شروع ہو[1]۔ اخرجہ ابوداود وابن حبان والحاکم بسند صحیح عن سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا نادی المنادی فتحت ابواب السماء واستجیب الدعاء "جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔ اخرجہ[2] ابویعلیٰ والحاکم عن ابی امامۃ الباھلی وابوداؤد الطیالسی وابویعلیٰ والضیاء فی المختارۃ بسند حسن عن انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اذان اسبابِ اجابتِ دعا سے ہے اور یہاں دعا شارع جل وعلا کو مقصود تو اس کے اسبابِ اجابت کی تحصیل قطعاً محمود۔

حدیث ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴

دلیلِ نہم حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یغفر للمؤذن منتھی اذانہ و یستغفر لہ کل رطب ویابس سمعہ "اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کیلئے اتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر وخشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لئے استغفار کرتی ہے۔ اخرجہ[3] الامام احمد بسند صحیح واللفظ لہ والبزار والطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونحوہ[4] عند احمد و ابی داؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابن حبان من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصدرہ[5] عند احمد والنسائی بسند حسن جید عن البراء بن عازب والطبرانی[6] فی الکبیر عن ابی امامۃ ولہ فی الاوسط[7] عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یہ پانچ حدیثیں ارشاد فرماتی ہیں کہ اذان باعثِ مغفرت ہے اور بیشک مغفور کی دعا زیادہ قابلِ قبول واقرب باجابت ہے اور خود حدیث میں وارد کہ مغفوروں سے دعا منگوانی چاہئے۔ امام احمد مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے[1] راوی

---

[1] اسے ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے سندِ صحیح سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ۱۲ [2] اسے امام ابویعلے اور حاکم نے حضرت ابوامامہ سے اور ابوداؤد طیالسی ابویعلے، ضیاء نے "المختارۃ" میں سندِ حسن سے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ [3] اس حدیث کو امام احمد نے سندِ صحیح سے (لفظ انہی کے ہیں) بزاز اور طبرانی نے کبیر میں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اسی طرح امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی اور اس حدیث کے پہلے حصے کو امام احمد اور نسائی نے سندِ حسن جید سے حضرت براء بن عازب سے روایت کیا۔ طبرانی نے معجم کبیر میں ابوامامہ اور اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ۱۲

محمد عبدالحکیم شرف قادری

(حدیث ۲۵) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا لقیت الحاج فسلم علیہ و صافحہ ومرہ ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ[۱] جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو، اس سے اپنے لئے استغفار کرا کہ وہ مغفور ہے۔ پس اگر اہل اسلام بعد دفن میت اپنے میں کسی بندۂ صالح سے اذان کہلوائیں تاکہ بحکم احادیث صحیحہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت ہو پھر میت کے لئے دعا کرے کہ مغفور کی دعا میں زیادہ رجائے اجابت ہو تو کیا گناہ ہو بلکہ عین مقاصد شرع سے مطابق ہوا۔ دلیل دہم اذان ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی دافع عذاب،
(حدیث ۲۶ و ۲۷) رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما من شیئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ[۱] کوئی چیز ذکر خدا سے زیادہ عذاب خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔ رواہ الامام احمد عن معاذ بن جبل وابن ابی الدنیا والبیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خود اذان کی نسبت وارد جہاں کہی جاتی ہے وہ جگہ اس دن عذاب سے مامون ہو جاتی ہے۔ طبرانی معاجیم ثلاثہ[۲] میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس
(حدیث ۲۸ و ۲۹) صلے اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اذا اذن فی قریۃ امنہا اللہ من عذابہ فی ذلک الیوم وشاہدہ[۳] عندہ فی الکبیر من حدیث معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بے شک اپنے بھائی مسلمان کے لئے ایسا عمل کرنا جو عذاب سے منجی ہو شارع جل و علا کو محبوب و مرغوب، مولانا علی قاری رحمہ الباری شرح عین العلم میں قبر کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح و دعائے رحمت و مغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں فان الاذکار کلہا نافعۃ لہ فی تلک الدار ذکر جس قدر ہیں سب میت کو قبر میں نفع بخشتے ہیں۔ امام بدر الدین محمود عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب "موعظۃ المحدث عند القبر" فرماتے ہیں مصلحۃ المیت ان یجتمعوا عندہ لقراءۃ القران والذکر فان المیت ینتفع بہ

---

[۱] اسے امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا ۱۲ [۲] تینوں معجموں میں یعنی معجم صغیر، معجم اوسط، معجم کبیر میں ۱۲ [۳] اس حدیث کی شاہد طبرانی کے نزدیک معجم کبیر میں حضرت معقل بن یسار کی روایت کردہ حدیث ہے ۱۲ محمد عبد الحکیم شرف قادری

میت کے لئے اس میں مصلحت ہے کہ مسلمان اسکی قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھیں ذکر کریں کہ میت کو اس سے نفع ہوتا ہے۔ یارب مگر اذان ذکر محبوب نہیں یا مسلمان بھائی کو نفع پہنچانا شرع عام غوب نہیں۔ دلیل یازدہم اذان ذکر مصطفےٰ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہے اور ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم باعث نزول رحمت، اولاً حضور کا ذکر عین ذکر خدا ہے امام ابن عطا پھر امام قاضی عیاض وغیرہما ائمہ کرام تفسیر قولہ تعالے ورفعنا لک ذکرک میں فرماتے ہیں جعلتک ذکرًا من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی "میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے" اور ذکر الٰہی بلاشبہ رحمت اترنے کا باعث۔ سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنیوالوں کی نسبت فرماتے ہیں حفتھم الملائکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ "انہیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور چین اترتا ہے"۔ رواہ مسلم و الترمذی عن ابی ھریرۃ وابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثانیاً ہر محبوب خدا کا ذکر محل نزول رحمت ہے۔ امام سفیٰن بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالے علیہ فرماتے ہیں عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ "نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی اترتی ہے"۔ ابو جعفر بن حمدان نے ابو عمرو بن نجید سے اسے بیان کر کے فرمایا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأس الصالحین "تو رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم تو سب صالحین کے سردار ہیں"۔ پس بلاشبہ جہاں اذان ہوگی رحمت الٰہی اترے گی اور بھائی مسلمان کے لئے وہ فعل جو باعث نزول رحمت ہو شرع کو پسند ہے نہ کہ ممنوع۔ دلیل دوازدہم خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ مردے کو اس نئے مکان تنگ و تار میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم اور اذان دافع وحشت و باعث اطمینان خاطر ہے کہ وہ ذکر خدا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب "سن لو خدا کے ذکر سے چین پاتے ہیں دل"۔ ابو نعیم و ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں نزل آدم بالھند واستوحش فنزل

حدیث ۳

احیا ۴

حدیث ۶

۱؎ اس حدیث کو امام مسلم و ترمذی نے حضرت ابوہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت کیا ۱۲ ۲؎ مگر جس پر میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے ۱۲ ؎ شرف قادری

جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام فنادی بالاذان الحدیث" جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام
جنت سے ہندوستان میں اترے انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتر کر
اذان دی، پھر ہم اس غریب کی تسکینِ خاطر و دفع توحش کو اذان دیں تو کیا برا کریں حاشا بلکہ
مسلمان خصوصًا ایسے بیکس کی اعانت حضرتِ حق عزوجل کو نہایت پسند حضور سید عالم صلی حدیث ۳۲
صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ
" اللہ تعالٰے بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں ہے" رواہ ۱؎
مسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ
اور فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ ومن حدیث ۳۳
فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ بھا کربۃ من کرب یوم القیٰمۃ" جو اپنے بھائی
مسلمان کے کام میں ہو اللہ تعالٰے اس کی حاجت روائی میں ہو اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور
کرے اللہ تعالٰے اس کے عوض قیامت کی مصیبتوں سے ایک مصیبت اس پر سے دور فرمائے
رواہ ۲؎ الشیخان وابوداؤد عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما دلیلِ سیزدہم مسند الفردوس میں
حضرت جناب امیر المؤمنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰے کرم اللہ تعالٰے وجہہ الاسنٰے سے حدیث ۳۴
مروی قال رآنی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی
اراک حزینا فمر بعض اھلک یؤذن فی اذنک فانہ درء للھم" یعنی
مجھے حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا اے علی میں تجھے
غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے اذان غم و پریشانی
کی دافع ہے، مولی علی اور مولی علی تک جسقدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا
فجربتہ فوجدتہ کذلک" ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا ذکرہ ۳؎ ابن حجر کما فی المرقاۃ
اور خود معلوم اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ میت اس وقت کیسے حزن و غم کی حالت میں ہوتا ہے

۱؎ اس حدیث کو امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ
سے روایت کیا ۱۲ ۲؎ اس حدیث کو امام مسلم، بخاری اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہما سے
روایت کیا ۱۲ ۳؎ اسے ابن حجر نے ذکر کیا جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے ۱۲
محمد عبد الحکیم شرف قادری

مگر وہ خاص عباد اللہ، اکابر اولیاء اللہ جو مرگ کو دیکھ کر مرحبا بمحبیب جاء علی فاقۃ فرماتے ہیں تو اس کے دفع غم والم کے لئے اگر اذان سنائی جائے کیا محذورِ شرعی لازم آئے معاذ اللہ! بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے کے برابر اللہ عزوجل کو فرائض کے بعد کوئی عمل محبوب نہیں۔ طبرانی معجم کبیر، معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں ان احب الاعمال الی اللہ تعالی بعد الفرائض ادخال السرور علی المسلم بے شک اللہ تعالٰے کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ مسلمان کا خوش کرنا ہے۔ انہیں دونوں میں حضرت امام ابن الامام سیدنا حسن مجتبٰے رضی اللہ تعالٰے عنہما سے مروی حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں ان من موجبات المغفرۃ ادخالک السرور علی اخیک المسلم بے شک موجباتِ مغفرت سے ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا۔ دلیلِ چہاردہم قال اللہ تعالٰی یاایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا اے ایمان والو اللہ کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون اللہ کا ذکر اس درجہ بکثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں۔ اخرجہ احمد و ابو یعلی و ابن حبان والحاکم والبیہقی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ صححہ الحاکم وحسنہ الحافظ ابن حجر اور فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اذکر اللہ عند کل شجر وحجر ہر سنگ و شجر کے پاس اللہ کا ذکر کر۔ اخرجہ الامام احمد فی کتاب الزھد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ بسند حسن۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما فرماتے ہیں لم یفرض اللہ علی عبادہ فریضۃ الا جعل لہا حدا معلوما ثم عذر اھلہا فی حال العذر غیر الذکر فانہ لم یجعل لہ حدا

لہ خوش آمدید اس محبوب کو جو بہت دیر سے آیا ۱۲ ۲ طبرانی معجم کبیر اور معجم اوسط میں ۱۲ ۳ اس حدیث کو امام احمد ابو یعلے، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور حافظ ابن حجر نے حسن قرار دیا ۱۲ ۴ اس حدیث کو امام احمد نے کتاب الزہد میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا ۱۲ شرف قادری

انتہی الیہ ولم یعذر احداً فی ترکہ الا مغلوبا علی عقلہ وامرھم بہ فی الاحوال کلھا "اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اس کے لئے ایک حد معین کر دی پھر عذر کی حالت میں لوگوں کو اس سے معذور رکھا سوا ذکر کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کوئی حد مقرر نہ رکھی جس پر انتہا ہو اور نہ کسی کو اس کے ترک میں معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت نہ رہے اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا" ان کے شاگرد امام مجاہد فرماتے ہیں الذکر الکثیر ان لا ینتاھی ابداً "ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی ختم نہ ہو" ذکرھما فی المعالم وغیرھا تو ذکر الٰہی ہمیشہ ہر جگہ محبوب و مرغوب و مطلوب و مندوب ہے جس سے ہرگز ممانعت نہیں ہو سکتی جب تک کسی خصوصیت خاصہ میں کوئی نہی شرعی نہ آئی ہو، اور اذان یقیناً ذکر خدا ہے پھر خدا جانے کہ ذکر خدا سے ممانعت کی وجہ کیا ہے۔ ہمیں حکم ہے کہ ہم ہر سنگ و درخت کے پاس ذکر الٰہی کریں۔ قبر مؤمن کے پتھر کیا اس حکم سے خارج ہیں خصوصاً بعد دفن ذکر خدا کرنا تو خود حدیثوں سے ثابت اور بہ تصریح ائمہ دین مستحب ولہذا امام اجل ابو سلیمان خطابی دربارہ تلقین فرماتے ہیں لا نجد لہ حدیثا مشھورا ولا بأس بہ اذ لیس فیہ الا ذکر اللہ تعالیٰ والحقولہ وکل ذلک حسن "ہم اس میں کوئی حدیث مشہور نہیں پاتے اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اس میں نہیں ہے مگر خدا کا ذکر اور یہ سب کچھ محمود ہے۔ دلیل پانزدہم امام اجل ابو زکریا نووی شارح صحیح مسلم کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں یستحب ان یقعد عند القبر بعد الفراغ ساعۃ قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمہا ویشتغل القاعدون بتلاوۃ القرآن والدعاء للمیت والوعظ والحکایات لاھل الخیر والصالحین "مستحب یہ ہے کہ دفن سے فارغ ہو کر ایک ساعت قبر کے پاس بیٹھیں اتنی دیر کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآن مجید کی تلاوت اور میت کے لئے دعا اور وعظ و نصیحت اور نیک بندوں کے ذکر و حکایت میں مشغول رہیں" شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فقیر نے دلیل ششم میں ذکر کی فرماتے ہیں قد سمعت عن

لہ ان دونوں حدیثوں کو معالم وغیرہ میں ذکر کیا ۱۲ محمد عبدالحکیم شرف قادری

بعض العلماء انہ یستحب ذکر مسئلۃ من المسائل الفقہیۃ" یعنے بہ تحقیق میں نے بعض علماء سے سنا کہ دفن کے بعد قبر کے پاس کسی مسئلۂ فقہ کا ذکر مستحب ہے۔ اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ میں اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں" کہ باعثِ نزولِ رحمت است" اور فرماتے ہیں" مناسبِ حال ذکرِ مسئلۂ فرائض است" اور فرماتے ہیں" کہ اگر ختم قرآن کنند اولٰی وافضل باشد" جب علمائے کرام نے حکایاتِ اہلِ خیر و تذکرۂ صالحین و ختم قرآن در بیان مسئلۂ فقہیہ و ذکرِ فرائض کو مستحب ٹھہرایا حالانکہ ان میں بالخصوص کوئی حدیث وارد نہیں بلکہ وہ صرف وہی کہ میت کو نزولِ رحمت کی حاجت اور ان امور میں نزولِ رحمت تو اذان کہ بشہادتِ احادیث موجبِ نزولِ رحمت و دفعِ عذاب ہے کیونکر جائز بلکہ مستحب[1] نہ ہوگی۔ بحمد اللہ! یہ پندرہ دلیلیں ہیں کہ چند ساعت میں فیضِ قدیر سے قلب فقیر پر فائض ہوئیں ناظر منصف جانے گا کہ ان میں اکثر تو محض استخراجِ فقیر ہیں اور باقی کے بعض مقدمات اگرچہ بعض اجلہ علمائے اہلسنت وجماعت رحمہم اللہ تعالٰی کے کلام میں مذکور مگر فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے تکمیلِ ترتیب و تسجیلِ تقریب سے ہر مقدمۂ منفردہ کو دلیل کامل اور ہر مذکورِ ضمنی کو مقصودِ مستقل کر دیا والحمد للہ رب العالمین بایں ہمہ ع لاشک ان الفضل للمتقدم؛ ہم پر ان اکابر کا شکر واجب جنہوں نے اپنی تلاش و کوشش سے بہت کچھ متفرق کو یکجا کیا اور اس دشوار کام کو ہم پر آسان کر دیا جزاھم اللہ عنا وعن الاسلام و السنۃ خیر جزاء وشکر مساعیہم الجمیلۃ فی حمایۃ الملۃ الغراء و نکایۃ الفتنۃ العوراء وھنأھم بفضل رسول نبی علی حمید یوم القضاء وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا و مولانا محمد و

[1] بالجملہ بحمد اللہ تعالٰی ان دلائلِ جلائل نے کالشمس فی وسط السماء واضح کر دیا کہ اس اذان کا جواز بلکہ استحباب یقینی بلکہ بہ نظر عمومات شرح بوجوہِ کثیرہ فردِ سنت ہے۔ رشیدہ بعض علماء جنہوں نے اس کے سنت ہونے کی تصریح فرمائی جن کا قول امام ابنِ حجر مکی و علامہ خیر رملی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے نقل کیا یہی معنے مراد لیتے ہوں کہ فردِ سنت ہے نہ کہ فرد اسنت ولہذا مناسب کہ کبھی کبھی ترک بھی کریں اگر اوہام عوام معنے ثانی کیطرف جاتے دیکھیں واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

عہ رحمت کے نازل ہونے کا سبب ہے ۱۲ عہ میراث کا مسئلہ ذکر کرنا حال کے مناسب ہے ۱۲ عہ اگر قرآن مجید کا ختم کریں تو اولٰی اور افضل ہوگا ۱۲ للعہ دلیل کو دعوے کے مطابق ہونے کے حکم سے ۱۲ عہ بلاشبہ فضیلت متقدمین ہی کو ہے ۱۲ عہ اللہ تعالٰی انہیں ہماری طرف سے اور اسلام و سنت کیطرف سے بہترین جزا دے اور روشن ملت کی حمایت اور ہولناک فتنے کی سرکوبی کیلئے ان کی خوبصورت کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے اور انہیں پاکیزہ، بلند، محمود اور پسندیدہ رسول کی فضیلت اور ان کے احسان کی قیامت کے دن خوشخبری دے ۱۲ (ترجمہ از شرف لاہوری)

اللہ صحبہ الاطائب الکرام آمین۔ **تنبیہات جلیلہ** تنبیہ اول ہمارے کلام پر مطلع ہو کر نیاز خلعتِ رحمتِ الٰہی پر نظر کرے کہ اذان میں ان شاء اللہ الرحمٰن اس میت اور ان احیاء کے لئے کتنے منافع ہیں سات فائدے میت کے لئے (۱) بحولہٖ تعالیٰ شیطانِ رجیم کے شر سے پناہ (۲) بدولت تکبیر عذابِ نار سے امان (۳) جوابِ سوالات کا یاد آجانا (۴) ذکرِ اذان کے باعث عذابِ قبر سے نجات پانا (۵) بہ برکتِ ذکرِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزولِ رحمت (۶) بدولتِ اذان دفعِ وحشت (۷) زوالِ غم وحصولِ سرور وفرحت۔ اور پندرہ احیاء کے لئے، سات تو یہی سات منافع اپنے بھائی مسلمان کو پہنچانا کہ ہر نفع رسانی جدا حسنہ ہے اور ہر حسنہ کم سے کم دس نیکیاں، پھر نفع رسانی مسلم کی منفعتیں خدا ہی جانتا ہے (۸) میت کے لئے تدبیرِ دفعِ شیطان سے اتباعِ سنت (۹) تدبیرِ آسانیِ جواب سے اتباعِ سنت (۱۰) دعاء عند القبر سے اتباعِ سنت (۱۱) بقصدِ نفعِ میت قبر کے پاس تکبیریں کہہ کر اتباعِ سنت (۱۲) مطلق ذکر کے فوائد ملتا جن سے قرآن وحدیث مالا مال (۱۳) ذکرِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا (۱۴) مطلق دعاء کے فوائد ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغز عبادت فرمایا (۱۵) مطلق اذان کے برکات ملنا جن میں منتہائے آواز تک مغفرت اور ہر تر وخشک کی استغفار وشہادت اور دلوں کو صبر وسکون وراحت ہے اور لطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں۔

اللہ اکبر، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، اشہد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ اور مکررات کو گنئے تو پندرہ ہوتے ہیں، میت کے لئے سات فائدے اور احیاء کے لئے پندرہ انہیں سات اور پندرہ کے برکات ہیں۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔ تعجب کرتا ہوں کہ حضرات مانعین نے میت و احیاء کو ان فوائدِ جلیلہ سے محروم رکھنے میں کیا نفع سمجھا ہے؟ ہمیں تو مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو لازم ومناسب ہے کہ پہنچائے۔ رواہ احمد ومسلم عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پھر خدا جانے اس اجازتِ کلی کے بعد جب تک خاص جزئیہ کی شرع میں نہی نہ ہو ممانعت

۱؎ اس حدیث کو امام احمد ومسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ ؛ شرف قادری

کہاں سے کیجاتی ہے واللہ الموفق۔ تنبیہ سوم حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نیۃ المؤمن خیر من عملہ "مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے"[۱] رواہ البیہقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بے شک اس کا یہ چلنا محمود ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے (۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں (۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا (۳) شعارِ اسلام ظاہر کرتا ہوں (۴) داعی اللہ[۲] کی اجابت کرتا ہوں (۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں (۶) مسجد سے خس و خاشاک وغیرہ دور کروں گا (۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہبِ مفتی بہ پر اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کر لے انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا (۸) امر الٰہی خذوا زینتکم عند کل مسجد کے امتثال کو جاتا ہوں (۹) جو وہاں علم والا ملیگا اس سے مسائل پوچھونگا دین کی باتیں سیکھوں گا (۱۰) جاہلوں کو مسئلے بتاؤں گا دین سکھاؤں گا (۱۱) جو علم میں میرے برابر ہوگا اس سے علم کی تکرار کرونگا (۱۲) علماء کی زیارت (۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار (۱۴) دوستوں سے ملاقات (۱۵) مسلمانوں سے میل (۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے ان سے بکشادہ پیشانی ملکر صلۂ رحم (۱۷) اہلِ اسلام کو سلام (۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کرونگا (۱۹) انکے سلام کا جواب دوں گا (۲۰) نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کرونگا (۲۱، ۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا بسم اللہ الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ (۲۳، ۲۴، ۲۵) دخول و خروج میں حضور و آل حضور و ازواج حضور پر درود بھیجوں گا کہ اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و علی ازواج سیدنا محمد (۲۵) بیمار کی مزاج پرسی کروں گا (۲۶) اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا (۲۷) جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اسے "یرحمک اللہ" کہوں گا۔ (۲۸، ۲۹) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں گا (۳۰) نمازیوں کے وضو کو پانی دوں گا (۳۱، ۳۲)

---

[۱] اس حدیث کو بیہقی نے حضرت انس اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ [۲] اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلانے والے مؤذن کی تعمیل کرتا ہوں ۱۲ مشرف قادری

خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان و اقامت کہوں گا اب اگر یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان و اقامت کا ثواب پاچکا فقد وقع اجرہ علی اللہ (۳۳) جو راہ بھولا ہو گا راستہ بتاؤں گا (۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا۔ (۳۵) جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا (۳۶) موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا (۳۸، ۳۹) مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباع سنت کروں گا۔ (۴۰) راہ میں لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا الی غیر ذلک من نیات کثیرۃ۔ تو دیکھئے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنۂ نماز کے لئے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حسنات کے لئے جاتا ہے تو گویا اس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم، پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوگا اسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہئے کہ ان پندرہ نیتوں کا تفصیلی قصد کرے تاکہ ہر نیت پر جداگانہ ثواب پائے اور ان کے ساتھ یہ بھی ارادہ ہو کہ مجھے میت کے لئے دعا کا حکم ہے اس کی اجابت کا سبب حاصل کرتا ہوں اور نیز اس سے پہلے عملِ صالح کی تقدیم چاہئے یہ ادب دعا بجالاتا ہوں الی غیر ذلک مما یستخرجہ العارف النبیل واللہ الھادی الی سواء السبیل۔ بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر ان منافع و نیات سے غافل ہیں وہ جو کچھ نیت کرتے ہیں اسی قدر پائیں گے فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی۔ تنبیہ سوم جہال منکرین یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو اعلامِ نماز کے لئے ہے یہاں کونسی نماز ہوگی جس کے لئے اذان کہی جاتی ہے مگر یہ ان کی جہالت انہیں کو زیب دیتی ہے وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض و منافع ہیں اور شرعِ مطہر نے نماز کے سوا کن کن مواضع میں اذان مستحب فرمائی ہے۔ از انجملہ گوشِ مغموم میں اور دفعِ وحشت کو کہنا تو یہیں گزرا اور

لہ یہ چالیس نیتیں ہیں جن میں چھبیس علماء نے ارشاد فرمائیں اور چودہ فقیر نے بڑھائیں جن کے ہندسوں پر خطوط کھینچے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ——— عہ اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ہو شرف

بچے کے کان[ل] میں اذان دیتے سنا ہی ہو گا ان کے سوا اور بہت مواقع ہیں جن کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ "نسیم الصبا" میں ذکر کی۔ تنبیہ چہارم شرع مطہر کی اصل کلی ہے کہ جو امر مقاصد شرع سے مطابق ہو محمود ہے اور جو مخالف ہو مردود اور حکم مطلق اس کے تمام افراد میں جاری و ساری جبتک کسی خاص خصوصیت سے نہی شرعی وارد نہ ہو تو بعد ثبوت حسن مطلق حسن مقید پر کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ حسن مطلق ہی اس پر دلیل قاطع اور بقاعدہ مناظرہ اثبات ممانعت ذمہ مانع، معہذا اصل اشیاء میں اباحت تو قائل جواز متمسک بہ اصل ہے کہ اصلاً دلیل کی حاجت نہیں رکھتا۔ اجازت خصوصیت کو اجازت خاصہ وارد ہونے پر موقوف جاننا اور منع خصوصیت کے لئے منع خاص وارد ہونیکی ضرورت نہ ماننا صرف تحکم و زبردستی ہی نہیں بلکہ دائرہ عقل و نقل سے خروج اور مطمورہ سفہ و جہل میں کامل ولوج ہے۔ علمائے سنت شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم الجمیلۃ ان سب مباحث کو اعلیٰ درجہ پر طے فرما چکے ان تمام اصول جلیلہ رفیعہ و دیگر قواعد نافعہ بدیعہ کی تنقیح بالغ و تحقیق بازغ حضرت خاتم المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ من معجزات سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علٰی آلہ و اصحابہ اجمعین سید العلماء سند الکملاء تاج الافاضل سراج الاماثل حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ و رزقنا برہ نے کتاب مستطاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" و کتاب لاجواب "اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد و القیام" وغیرہا میں افادہ فرمائی اور فقیر نے بھی بقدر حاجت اپنے رسالہ "اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ"[عہ] ۱۲۹۹ھ و رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" ۱۳۰۱ھ و رسالہ "نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا" ۱۳۰۲ھ وغیرہا تصانیف میں ذکر کی یہاں ان مباحث کے ایراد سے تطویل کی ضرورت نہیں حضرات مخالفین باآنکہ ہزارہا بار گھر تک پہنچ چکے اگر پھر ہمت فرمائینگے انشاء اللہ العزیز وہ جواب باصواب پائیں گے جسکے انوار باہرہ و لمعات قاہرہ کے حضور باطل

[ل] بعض احمق جاہل گوش مولود کی اذان سے یہ جواب دیتے ہیں کہ اس کی نماز تو بعد موت مولود ہوتی ہے یعنی نماز جنازہ یہ اذان جو قبر پر کہو گے اسکی نماز کہاں ہے اذان گوش مولود کو نماز جنازہ کی اذان بتانا جیسے جہالت فاحشہ ہے خود ظاہر ہے مگر ان کا جواب ترکی بہ ترکی کہ نماز جنازہ جس طرح صرف قیام سے ہوتی ہے جو ادنے افعال ہے ایک نماز روز محشر صرف سجود سے ہوگی جو اعلیٰ افعال نماز ہے جس دن کشف ساق ہوگا اور مسلمان سجدے میں گر پڑینگے منافق سجدہ نہ کر سکیں گے جس کا بیان قرآن عظیم سورۂ ن شریف میں ہے قبر کی اذان اس نماز کی اذان ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عہ بیوقوفی اور جہالت کے گڑھے میں مکمل طور پر داخل ہونا ہے ۱۲ اشرف لاہوری

عہ یہ رسالہ مبارکہ مکتبہ رضویہ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے ۱۲ اشرف لاہوری

کی آنکھیں جھپکیں اور اس کی سہانی روشنیوں، دلکشا تجلیوں سے حق وصواب کے نورانی چہرے دمکیں وباللہ التوفیق وہو المعین والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ الحمد للہ کہ یہ رسالہ آخر محرم ۱۳۰۷ھ سے دو جلسوں میں تمام ہوا واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدٍ المصطفیٰ النبی الامی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان

الجواب صحیح ویؤید کلام المجیب فی الدلیل الاول ما فی الحصن الحصین اذا تغولت الغیلان نادی الاذان مر مص ای رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ والبزار عن سعد بن ابی وقاص وابن ابی شیبۃ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اھ الحرز الثمین للملا علی القاری علیہ رحمۃ الباری

اصاب المجیب
حررہ الفقیر عبد القادر القادری عفی عنہ

محب الرسول ۱۲۹۱
محمد عبد القادر

المجیب مصیب عبدہ الفقیر عبد المقتدر العثمانی القادری غفر اللہ لہ۔

عبد المقتدر ۱۲۸۹
مطیع الرسول

فقیر ابو الحسین عرف میاں صاحب بخطہ

عرف میاں صاحب قادری
سید ابو الحسین احمد نوری

صح الجواب

محب احمد قادری
عبد الرسول ۱۲۹۴

الجواب صحیح

محمد فضل المجید

فضل مجید

قد اصاب من اجاب

حافظ بخش محمد ۳۰۰

ان ہذا ہو الحق القراح والصدق الصراح
محمد لائق علی عفی عنہ

عفی عنہ ۱۲۸۷
عبد لائق علی

للہ در المجیب المصیب ابو المظہر محمد امیر اللہ عفی عنہ

ابو المظہر محمد امیر اللہ

لنعم ما اجاب سیدالاستاذ المحقق ادام اللہ فضلہ وبسط ظلہ

لقد صح الجواب
اللہم اعط الجزاء الخیر لکاتبہ
فی الدارین آمین یا رب العلمین

محمد حسن ۱۲۸۳

فتوے صلاۃ خوانی بعد اذان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لہ خاتم اکرم حضرت خاتم العرفا سند الاولیاء نور العارفین سراج السالکین منقذ الہالکین منبع الکمال المعنوی والصوری حضرت سیدنا ومولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ تاجدار مسند مارہرہ مطہرہ ادام اللہ ظلہم دائماً افاضاتہم آمین ۱۲ منہ
مہر مطہر حضرت خاتم المحققین امام المدققین سراج الفقہا ردالمجدّدین تاج الفحول محب الرسول جناب مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب قادری بدایونی دامت برکاتہم وقدست فیوضاتہم آمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ کہ اذان کے بعد صلاۃ جیسا کہ جامع مسجد مصطفیٰ آباد وغیرہ میں رواج ہے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اذان کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ[1] وسلام عرض کرنا کہ ملک عرب مصر وشام وغیرہا بلاد دارالاسلام بلکہ خاص مسجد الحرام ومسجد اقدس مدینہ طیبہ میں مغرب کے سوا پانچوں وقتوں میں معمول ہے اور پانچسو برس سے زیادہ گزرے کہ ائمہ وعلماء اس فعل پر تقریر وتسلیم کرتے آئے بیشک جائز ومقبول ہے اور اس میں کسی طرح محذور شرعی نہیں حضور سید نور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ اقدس ہر وقت ہر آن مسلمان کا ایمان ایمان کی جان جان کا چین چین کا سامان ہے والحمد للہ رب العٰلمین حضرت حق جل وعلا فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک "اونچا کیا ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر" اور ارشاد فرماتا ہے انا اعطینٰک الکوثر "بیشک ہم نے تمہیں ذکر کثیر عطا فرمایا" اور فرماتا ہے ان شانئک ھو الابتر "بیشک تیرا بدخواہ خود ہی بے برکت ہے" قال فی المدارک ھو الابتر المنقطع عن کل خیر لا انت لان کل من یولد الی یوم القیٰمۃ من المؤمنین فھم اولادک واعقابک وذکرک مرفوع علی المنابر وعلی لسان کل عالم وذاکر الی اٰخر الدھر یبدؤ بذکر اللہ ویثنی بذکرک ولک فی الاٰخرۃ ما لا یدخل تحت الوصف" یعنی حق تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے تیرا دشمن ہی ہر خیر سے جدا ہے نہ تو کہ قیامت تک جتنے مسلمان پیدا ہوں گے سب تیرے بال بچے ہیں اور تیرا ذکر منبروں پر اور ہر عالم اور ہر ذکر کرنیوالے کی زبان پر ابدالآباد تک بلند ہے ہمیشہ خدا کے نام سے ابتداء ہوگی اور اس کے برابر ہی تیرا ذکر کیا جائے گا اور تیرے لئے آخرت میں جو خوبیاں ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔" تو معلوم ہوا کہ تکثیر ذکرِ شریف حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حق تبارک وتعالیٰ کو محبوب اور معاذ اللہ ان کے ذکر کی کمی ان کے دشمنوں کی تمنا، قسم اس کی جس نے ان کے ذکر کو ابدالآباد تک رفعت بخشی کہ خدا ہی کا چاہا ہوگا اور ان کے دشمنوں کی تمنا کبھی نہ بر آئیگی، کروروں اسی امید میں زمین کا پیوند ہو گئے کہ کسطرح انکی یاد میں کمی واقع ہو مگر وہ خود ہی خاک میں ملتے گئے اور ان کا ذکر تو قیامت

---

[1] حدیث شریف میں ہے کہ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی صلوٰۃ صلی اللہ علیہ بھا عشرۃ "جب تم مؤذن کی آواز سنو تو اسیطرح کہو جسطرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود شریف بھیجیگا اللہ تعالیٰ اس پر اس درود کے بدلے دس رحمتیں نازل فرمائیگا" اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا (مسلم شریف جلد اول ۱۶۶) اس حدیث شریف میں درود شریف پڑھنے کا عام حکم ہے آہستہ ہو یا بلند آواز سے پھر یہ حکم مؤذن کو بھی شامل ہے کیونکہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صلی علی صلوٰۃ صلی اللہ بھا عشرا "جس نے مجھ پر درود شریف بھیجا اللہ تعالےٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں بھیجے گا" ۱۲ شرف لاہوری

تک بلند ہے جس سے ہفت آسمان و زمین گونج رہے ہیں و الحمد للہ رب العٰلمین ابنِ حبان اپنی صحیح اور ابو یعلیٰ مسند میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اتانی جبرئیل فقال ان ربی و ربک یقول کیف رفعت ذکرک قلت اللہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی یعنے "مصطفٰے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے پاس جبرئیل نے آکر عرض کی میرا اور حضور کا پروردگار حضور سے ارشاد فرماتا ہے تم نے جانا میں نے کیونکر تمہارا ذکر بلند کیا میں نے کہا خدا خوب جانتا ہے کہا یوں کہ جب میں ذکر کیا جاؤں تم میرے ساتھ یاد کیے جاؤ" ابنِ عساکر کعب احبار سے روایت کرتے ہیں سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صاحبزادہ سیدنا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وصیت کی کلما ذکرت اللہ فاذکر الیٰ جنبہ اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "جب تو خدا کو یاد کرے اس کے برابر محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام لینا" خرابی اس کیلئے جو ان کا نام جپنے کو شرک بتائے اور فرمایا فاکثر ذکرہ فان الملٰئکۃ تذکرہ فی کل ساعات "محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی یاد بکثرت کرنا کہ فرشتے ہر گھڑی ان کی یاد کرتے رہتے ہیں" حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب شیئًا اکثر من ذکرہ "جو کسی چیز کو دوست رکھتا ہے اس کی یاد بہت کرتا ہے" رواہ ابو نعیم والدیلمی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مروی کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ذکر الانبیاء من العبادات و ذکر الصالحین کفارۃ "ذکر انبیاء کا عبادت ہے اور ذکر نیکوں کا کفارۂ گناہ" رواہ فی مسند الفردوس عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وارد کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ذکر علی عبادۃ "علی کا ذکر عبادت ہے" رواہ الدیلمی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سبحان اللہ! جب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ اور تمام اولیاء کے ذکر کی یہ فضیلتیں ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر تو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے خوشی و شادمانی اور اللہ تعالےٰ کی برکت و مہربانی اس مسلمان کے لئے جس نے ان کے ذکر کو حرزِ جاں بنایا اور ہر وقت

لہ اس حدیث کو ابو نعیم و دیلمی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کیا ۱۲ ٭ لہ اس حدیث کو علامہ دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ ٭ لہ اس حدیث کو دیلمی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کیا ۱۲ ٭ محمد عبد الحکیم شرف قادری

اور ہر آن اس میں مشغول رہ کر لطف ایمان اٹھایا برخلاف اس طاغی سرکش کے جو ذوقِ ایمان سے دفعتہً ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے "ذکر رسول اللہ[1] مطلقاً حسن نیست"[2] اعوذ باللہ من خباثۃ العقیدۃ۔ درمختار میں ہے التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سبعمائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ" اذان کے بعد صلاۃ وسلام عرض کرنا شب دوشنبہ نمازِ عشاء ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ھ ہجری قدسی میں حادث ہوا پھر جمعہ کے دن پھر دس برس بعد مغرب کے سوا سب نمازوں میں پھر دو دفعہ مغرب میں بھی اور یہ ان تازہ باتوں میں ہے جو نیک ومحمود ہیں" امام محدث شمس الملۃ والدین سخاوی قول البدیع، پھر علامہ عمر بن نجیم نہر الفائق شرح کنز الدقائق، پھر فاضل محقق مولانا امین الملۃ والدین شامی رد المحتار علی الدر المختار میں فرماتے ہیں والصواب من الاقوال انھا بدعۃ حسنۃ "حق بات یہ ہے کہ وہ بدعتِ حسنہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتب عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدؐ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

المجیب مصیب ومثاب
والجواب صحیح وصواب
حررہ الفقیر عبد المقتدر القادری
العثمانی البدایونی غفر اللہ تعالیٰ لہ

اصاب من اجاب
حررہ الفقیر عبد القادر القادری عفی عنہ

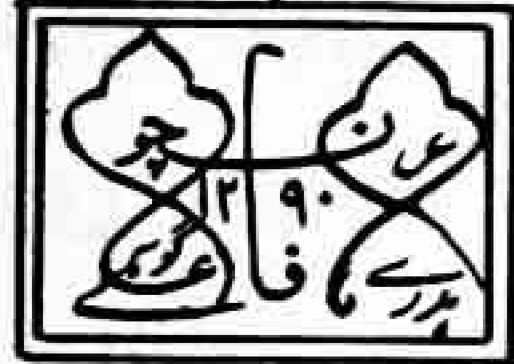
عبد المقتدر ۱۲۸۹
مطیع الرسول



محب الرسول قادری ۱۲۹۱
عبد القادر

[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
[2] رسول اللہ کا ذکر مطلقاً حسن نہیں ہے (ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم ۱۲) شرف قادری

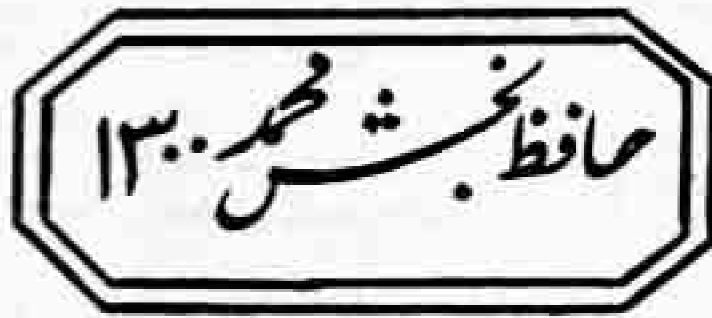
ذلک الجواب ہو الصواب



صح الجواب بلا ارتیاب



قد اصاب من اجاب



للہ در المجیب المثاب
حیث افاد و اطاب



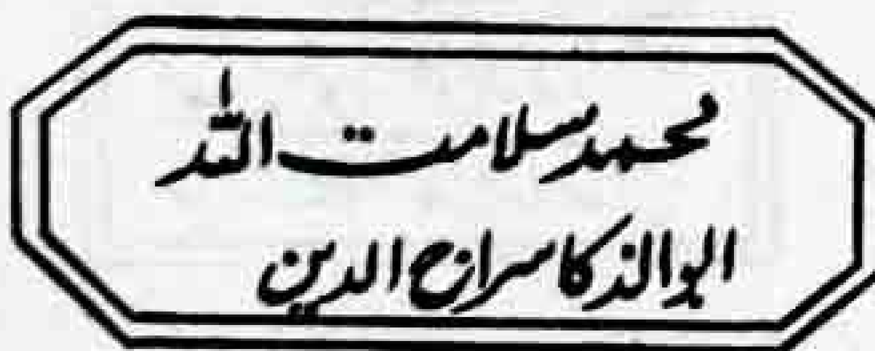
الجواب صواب



الحمد للہ ما اجاب بہ مولانا المحقق و استاذنا المدقق دام فضلہ و مدظلہ فہو الحق بلا فریۃ و خلافہ باطل بلا مریۃ و اللہ تعالے اعلم کتبہ الفقیر عبد الرحمن بن احمد القریشی غفر اللہ تعالیٰ لہ



نعم الجواب و حبذا التحقیق للصدق و الصواب



رسالہ خیر کثیر

جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذِکر!

اعلیحضرت قدس سرہٗ سے سوال کیا گیا کہ جنازے کے آگے بلند آواز سے ذکر کرنا، مولود شریف پڑھنا جائز ہے یا مکروہ بعض کتب فقہ میں اسے مکروہ تحریمی اور تنزیہی لکھا ہے اعلیحضرت قدس سرہٗ کے جواب کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

اللہ عزوجل کا ذکر اصل مقصود اور تمام عبادات کی جان ہے "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (میری یاد کیلئے ہمیشہ نماز ادا کرو) یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ (بندگانِ خدا کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں) وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (تم اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کیا کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ) حدیث شریف میں ہے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا اِنَّہٗ مَجْنُوْنٌ (اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو حتیٰ کہ لوگ کہیں یہ پاگل ہے) ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احیانہ (رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اس حدیث کو امام مسلم، احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے روایت کیا اور امام بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کونسی چیز بہتر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَلذکر اللہ اکبر" (اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے) یہ صحیح ہے کہ کتب حنفیہ میں جنازے کے ساتھ ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے لیکن تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ کراہت کا حکم کچھ عوارض غیر لازمہ کی وجہ سے ہے جیسا کہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار وغیرہ محققین نے تحقیق فرمائی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ذکر بالجہر سے ہمراہیوں کی توجہ یاد موت سے ہٹ جائیگی حالانکہ اس وقت آدمی کو موت کے خیال میں مستغرق ہونا چاہیئے اسی بنا پر فقہا کرام نے کراہت کا حکم فرمایا انصاف کیجئے تو یہ حکم اس زمانِ خیر کے لئے تھا جب جنازے کے ساتھ چلنے والے کو یہ پتہ نہ چلتا کہ ہمارے دا ہنے ہاتھ پر کون ہے ہر شخص اپنی فکر میں مشغول ہوتا کہ یہ وقت اپنے لئے بھی آنا ہے اور پھر اس وقت کیا ہوگا؟ کیسے گذرے گی؟ اپنے اعمال کی حالت کیا ہے، گویا ہر شخص اس کو اپنا ہی جنازہ جانتا بلاشبہ جنازہ کے ساتھ چلتے وقت مناسب یہی حالت ہے اور اس حالت کے مناسب وہی کلیتہً خاموشی کہ سانس کے سوا اصلاً آواز نہ ہو جب زمانہ بدلا اور صدر اوّل کا سا خوف عام

مسلمانوں میں نہ رہا بہت سے لوگوں کیلئے یکسر خاموشی خیال کی پریشانی کا باعث بنی اطبا قلوب نے زبان سے آہستہ ذکر کا اضافہ فرمایا کہ:- انْ ارادانْ یذکر اللہ تعالیٰ یذکرہ فی نفسہ (اگر ذکرِ خدا کرنا چاہے تو آہستہ کرے) اس میں حکمت یہ تھی کہ خاموشی فی نفسہ تو امر مطلوب نہیں محض خاموشی سے ذکرِ خیر یقیناً بہتر ہے لہٰذا ارشاد ہُوا ان لایزال لسانك رطباً من ذکر اللہ (تیری زبان ذکرِ الٰہی سے تر رہنی چاہیئے) پہلی شریعتوں میں خاموشی کا روزہ رکھا جاتا تھا ہماری شریعت مبارکہ نے اسے منسوخ فرما دیا مجوسیوں کے ہاں کھانیکے وقت خاموشی ضروری ہے ہماری شریعت میں مکروہ اور اس سے احتراز لازم ہے یہاں ایک وجہ سے خاموشی مطلوب تھی کہ زبان کے عمل کی وجہ سے توجہ منقسم نہ ہو آہستہ ذکر کرنیکا حکم اس لئے دیا کہ دوسرے لوگ یادِ موت میں مصروف رہیں اُنکا خیال کہیں منتشر نہ ہو اب دیکھا کہ زمانہ بدلا اور اکثر لوگ غالباً ایسے ہی رہ گئے کہ جنازہ کے وقت اور دفن کے وقت اور قبروں پر بیٹھ کر فضول اور بے فائدہ باتوں دنیاوی تذکروں بلکہ ہنسی مزاح میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ النادر مستثنیٰ ولالیفرد بحکم (نادر مستثنیٰ ہوتا ہے اسکا الگ حکم بیان نہیں کیا جاتا جیسے کہ فتح القدیر شامی وغیرہ میں ہے) ایسے لوگوں کو ذکرِ خدا و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیطرف مشغول کرنا عین صواب و کارِ ثواب ہے اسی لئے اطبائے روحانی نے بلند آواز سے ذکر کی اجازت دیدی کہ اسطرح ذکرِ خدا دل میں زیادہ اترتا ہے وسوسے دُور ہوتے ہیں ذکر کرنے والوں کی زبانوں اور سننے والوں کے کانوں کو مشغول کرتا ہے اور غافلوں کو لغویات سے روک کر ذکر کرنے اور اسکے سننے کیطرف بلاتا ہے یہ سمجھ لینا کہ مسلمان ایسے ہو گئے ہیں کہ بادِ مُو بار بار توجہ دلانے کے متاثر نہیں ہوتے جہالت اور بدگمانی ہے۔ جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر کے متعلق اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی ان میں سے کس کو ترجیح ہے اس میں بھی اختلاف ہے، قنیہ میں کراہتِ تنزیہ کو ترجیح دی اور اسی پر فتاوی تمہ میں جزم فرمایا اور یہی تجرید و مجتبی و حاوی و بحر الرائق وغیرہا کے لفظ ینبغی کا مفاد ہے اور ترکِ اولیٰ اصلاً گناہ نہیں جیسے کہ علماء نے اس پر تصریح کی اور ہم نے رسالہ "مُبِل مجلیہ" میں اسکی تحقیق کی ہے اور عوام کو اللہ عز وجل کے ایسے ذکر سے منع کرنا جو شرعاً گناہ نہ ہو محض بدخواہی عام مسلمین ہے اس کا ارتکاب وُہی شخص کریگا جو مقاصدِ شرع سے جاہل و ناواقف ہو یا مسلمانوں میں اختلاف ڈالکر اپنی رفعت و شہرت چاہتا ہو بلکہ ائمہ ناصحین تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ایسے ناپسندیدہ امر سے منع کرنا ضروری ہے جو بالاجماع حرام ہو بلکہ تصریحیں فرمائیں کہ عوام اگر کسی طرح یادِ خدا میں مشغول ہوں ہرگز منع نہ کئے جائیں اگرچہ وہ طریقہ اپنے مذہب میں حرام ہو۔ مثلاً سورج نکلتے وقت نماز حرام ہے اور عوام پڑھتے ہوں تو انہیں منع کیا نہ جائے کیونکہ کسیطرح وہ خدا کا نام تو لیں اگرچہ کسی دوسرے مذہب پر اسکی صحت ہو سکے جیسے کہ در مختار اور حدیقۃ الندیہ میں ہے۔ امام علامہ ناصح الامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی جنہیں علامہ طحطاوی جیسا فقیہ جلیل العارف باللہ

سیدی عبدالغنی النابلسی کے لقب سے یاد کرتے ہیں (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص) کی کتاب مستطاب الحدیقۃ الندیہ فی شرح الطریقۃ المحمدیہ شریف ج ۲
مصری سے اعلیحضرت ایک طویل عبارت نقل فرماکر فرماتے ہیں اس کلام عمیق امام جلیل رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلاصۂ ارشادات چند افادات ہیں (۱) سلف صالح کی جماعت
جنازہ میں یہ ہوتی کہ ناواقف کو معلوم نہ ہوتا کہ ان میں اہل میت کون ہے اور باقی ہمراہ کون ہے سب ایک سے مغموم و محزون نظر آتے اور
اب حال یہ ہے کہ جنازے میں دنیا دی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں موت سے انہیں کوئی عبرت نہیں ہوتی انکے دل اس سے غافل ہیں کہ میت
پر کیا گذری فرماتے ہیں بلکہ میں نے جنازے میں لوگوں کو ہنستے دیکھا تو ایسی حالت میں ذکر جہر کرنا اور تعظیم خدا ورسول جل وعلا و صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا بلند آواز سے اظہار عین نصیحت ہے کہ انکے دلوں کے زنگ چھوٹیں اور غفلت سے بیدار ہوں (۲) نیز ذکر جہر میں
میت کو تلقین ذکر کا فائدہ کہ وہ سن سن کر سوالات نکیرین کے جواب کیلئے تیار ہو (۳) سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
کہ شارع علیہ السلام کیطرف سے مسلمانوں کو ذکر خدا ورسول جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اذن عام ہے لہذا جبتک کسی خاص
صورت کی ممانعت میں کوئی نص یا اجماع نہ ہو تو انکار مناسب نہیں (۴) نیز انہی امام عارف نے فرمایا اگر جو اس سے منع کرے
اس کا دل کسقدر سخت اندھا ہے جنازے کے ساتھ ذکر خدا ورسول جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بند کرنے کی تو یہ کوشش
اور بھنگ بکتی دیکھیں تو بیچنے والے سے اتنا نہ کہیں کہ یہ تجھ پر حرام ہے فرماتے ہیں بلکہ میں نے انہی ذکر جہر سے منع کرنیوالوں میں سے
ایک کو دیکھا کہ اسے تو منع کرتا ہے اور خود اپنی امامت کی تنخواہ بھنگ فروش کے حرام مال سے لیتا ہے ع باما شراب خورد و بازاہد نماز کرد
(۵) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں اکابر کرام کے یہاں عہد ہے جو اچھی بات مسلمانوں نے
نئی نکالی ہو اس سے منع نہ کریں گے خصوصاً جب وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھتی ہو جیسے جنازے
کے ساتھ قرآن مجید یا کلمہ شریف یا اور ذکر خدا ورسول کرنا جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۶) نیز امام ممدوح فرماتے
ہیں جو اسے ناجائز کہے اسے شریعت کی سمجھ نہیں (۷) نیز فرماتے ہیں ہر وہ بات کہ زمان برکت توامان حضور پرنور
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھی مذموم نہیں ہوتی (یعنی سلب کلی درست نہیں) ورنہ اسکا دروازہ کھلے تو ائمہ
مجتہدین نے جتنی نیک باتیں نکالیں ان کے وہ سب اقوال مردود ہو جائیں (۸) فرماتے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد سے کہ (جو شخص دین اسلام میں نیک بات نکالے اسے اسکا اجر ملے اور قیامت تک جتنے
لوگ اس نیک بات کو بجالائیں سب کا ثواب اس ایجاد کنندہ کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے) علمائے امت کیلئے اس کا
دروازہ کھول دیا کہ نیک طریقے ایجاد کرکے جاری کریں اور انہیں شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملحق کریں یعنی
جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عام اجازت فرمائی ہے تو جو نیک بات نئی پیدا ہوگی وہ نئی نہیں بلکہ
حضور کے اس اذن عام سے حضور ہی کی شریعت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۹) فرماتے ہیں کہ شرع مطہر

میں اس سے ممانعت نہ آنا ہی اسکے جواز کی دلیل ہے اگر جنازے کے ساتھ ذکر الٰہی منع ہوتا تو کم از کم ایک حدیث تو اسکی ممانعت میں آتی جیسے رکوع میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے تو اسکی ممانعت کی حدیث موجود ہے تو جس چیز سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا وہ کبھی ہمارے زمانے میں منع نہیں ہو سکتی۔ (۱۰) نتیجہ یہ نکلا کہ اگر جنازے کے تمام ہمراہی بلند آواز سے کلمہ طیبہ وغیرہا ذکر خدا اور رسول عزوعلا وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے چلیں تو کچھ اعتراض نہیں بلکہ اسکا کرنا نہ کرنے سے افضل ہے (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۳۵ و ص ۱۸۲ ملخصاً)

دیارِ مصر کے مفتی حضرت العلامہ شیخ عبدالقادر رافعی فاروقی حنفی "ردالمحتار" المعروف بہ شامی کے حاشیہ تحریر المختار ج ۱ ص ۱۲۳ میں فرماتے ہیں:۔

ونقل عن السید الطاھر الاھدل انہ قال السنۃ وان کانت ھنا السکوت لکن قد اعتاد الناس کثرۃ الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورفع اصواتھم بذالک وھم ان منعوا ابت نفوسھم عن السکوت والتفکر فیقعون فی کلام دنیوی وربما وقعوا فی غیبۃ وانکار المنکر اذا افضیٰ الی ما ھو اعظم منکرا کان ترکہ احب ارتکابا لاخف المفسدتین کما ھو القاعدۃ الشرعیۃ انتہی ملخصاً اھ

(سید طاہر اہدل سے منقول ہے کہ اس جگہ (جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے) اگرچہ خاموشی مسنون ہے لیکن آجکل، لوگ بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کے عادی ہیں انہیں اگر منع کیا جائے تو وہ خاموش ہو کر غور وفکر (یادِ موت) کیلئے تیار نہیں ہوں گے بلکہ دنیا کی باتوں میں مصروف ہو جائیں گے اور اکثر کسی کی غیبت میں مبتلا ہو جائیں گے اور قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ جب کسی (فی نفسہ) ناپسندیدہ چیز کے منع کرنے سے بڑی خرابی لازم آرہی ہو تو اس سے منع نہ کرنا بہتر ہے تاکہ نسبتاً کم خرابی کا ارتکاب ہو۔)

یعنی خاموشی سے غور وفکر کرنا اگرچہ ذکر بالجہر سے بہتر ہے لیکن آجکل کے ماحول میں لوگ دنیاوی اور بے فائدہ باتوں غیبت، جھوٹ، ہنسی مزاح میں مشغول ہو جاتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر یقیناً بہتر اور مفید ہے اللہ تعالیٰ راہ ہدایت واستقامت عطا فرمائے

★ ——————— : شرف لاھوری